مولانا سعید احمد رائپوری

دِیدہ ور

جو نابغہ رزگار شخصیتیں کہیں قرنوں کے بعد آتی ہیں، حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ بلا مبالغہ انہیں میں ایک تھے، وہ اپنی ذات میں ایک انجمن تھے۔

یوں تو جملہ علوم عربیہ اسلامیہ میں انہیں ورک حاصل تھا، مگر حدیث، تفسیر اور تدریس ان کا حقیقی میدان تھے۔ وہ ایک جید عالم دین ہی نہیں، ایک بے مثل محدث اور عدیم النظیر فقیہ بھی تھے؟ وہ مصنف بھی تھے اور شارح بھی۔ ان کی شہرت و وقار اور عظمت علمی کا چرچا بلاد اسلامیہ، عرب، افریقہ، مشرق بعید، یورپ اور امریکہ سب جگہ تھا۔ عربی ادب پر ان کی نظر نہایت گہری اور وسیع تھی۔ عربی ان کا اوڑھنا بچھونا تھی۔ وہ عربی کے بلند پایہ انشاپرداز اور شاعر و ادیب تھے، نہایت فصیح و بلیغ عربی بولتے، گویا عربی ان کی مادری زبان تھی۔ دوران حج حضرت مولانا علی میاں اور شیخ القزاز کی دعوتوں میں مجھے اور جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے صدر محمد اسلوب قریشی کو شرکت کا موقع ملا، مولانا مرحوم رحمۃ اللہ علیہ بھی وہاں موجود تھے، معاصرین علماء کرام سے عربی میں ان کی بات چیت سن کر ان پر اہل زبان ہونے کا گمان ہوتا تھا۔ انتہائی روانی، بے تکلفی سے بے تکان گفتگو کرتے تھے ان کے انداز تحریر میں بھی اسی طرح انفرادیت اور فطرت ہے، جس سے تصنع و بناوٹ کے بجائے خلوص اور آمد کی چاشنی ملتی ہے۔ بصائر و عبر، مختلف کتب کی تقاریظ، مقالات اور خطوط کی صورت میں ان کے اردو ادب پارے بھی بکھرے ہوئے ملتے ہیں۔ آپ ایک اچھے طبیب بھی تھے۔

محدث کشمیری کے ایسے شاگرد تھے کہ استاد گرامی کے لئے سرمایہ فخر تھے اور استاد و مدرس ایسے کہ جس کی شاگردی اور درس کے لئے برصغیر کے علاوہ مشرق بعید، جنوبی افریقہ، امریکہ اور یورپ کے طالبان علم و دین کشاں کشاں آ کر فخر محسوس کریں اور ان کے شاگردوں پر زمانہ اعتماد و فخر کرے۔

ان کے اہتمام میں مدرسہ اس خوبی اور نظم ونسق سے چلتا ہے جو برصغیر میں اپنی مثال آپ اور قابلِ تقلید ہے۔ مولانا بنوری رحمۃ اللہ علیہ ظاہر و باطن سے آراستہ اور شریعت وطریقت کا حسین امتزاج تھے۔ فرق مراتب کو ملحوظ رکھتے ہوئے وہ اکابر علماء حق اور اولیاء اللہ سے خصوصی دلی لگاؤ رکھتے تھے اور اس سلسلہ میں کسی مصلحت یا عقیدت ذاتی کو آڑے نہ بننے دیتے تھے۔ حضرت حاجی صاحب کے خلیفہ مجاز حضرت مولانا شفیع الدین نگینوی ثم مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے۔ حضرت مولانا حسین احمد مدظلہ‘ سے بھی دلی محبت رکھتے تھے۔ چنانچہ جب بھی سرگودھا تشریف لاتے‘ والد بزرگوار حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب رائپوری مدظلہ کے مہمان خصوصی قرار پاتے۔ آپ حضرت سے نہایت احترام انس ومحبت اور عقیدت وادب شیخ کو ملحوظ رکھتے تھے اور غالباً یہی ربط وتعلق باطنی تھا کہ جن دنوں آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے اجلاس میں شریک تھے‘ حضرت والد بھی راولپنڈی ہی میں تھے اور آپ کی اچانک رحلت کا سانحہ ہوا تو راولپنڈی میں آپ کے پہلے جنازہ میں حضرت رائے پوری مدظلہ نے بھی شرکت فرمائی اور ہمیں بھی آپ کے جنازہ میں شرکت کی سعادت نصیب ہوگئی۔

عشق رسول ﷺ ان کے سینہ میں کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا تھا...... یہی وجہ ہے کہ اللہ کریم نے تحریک مقدس ختم نبوت کا بارگراں ان کے کاندھے پر ڈال کر انہیں اس میں سرخرو و بامراد فرما کر زندہ جاوید کردیا۔ مرزائیوں کے اقلیت قرار پا جانے کے بعد امن وسکون سے نہیں بیٹھے، انہوں نے مجلس تحفظ ختم نبوت کو بحیثیت امیر کے، مشنری طرز پر منظّم کرنے اور جدید تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کا پروگرام بنایا‘ مگر زندگی نے ان سے وفا نہ کی ’’ تاہم ابتدائی مرحلہ میں عالمی افق پر انہوں نے کئی کامیابیاں حاصل کرلیں‘ اور بلاد عرب وافریقہ کے کئی ممالک میں مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دیتے ہوئے ملک سے نکال دیا گیا‘ اور آئندہ کے لئے اس سامراجی فتنہ پر ملک میں پابندی لگادی گئی۔

حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ میرے نزدیک ایک ایسے جامع الصفات مرد بینا اور دیدہ ور انسان تھے‘ جنہیں مائیں روز روز نہیں جنا کرتیں۔ اے کاش! ہماری سوسائٹی ایسے خلیق وملنسار اور عالی ظرف اور وسیع المشرب عبقری انسانوں کی شایان شان قدر ومنزلت کرسکتی!

......☆......☆......☆......